

تجویدی قرآن مجید جس میں مد، غنہ وغیرہ کے نشانات لگے ہوتے ہیں
حاشیہ ہر اردو، پشتو، انگلش میں وضاحت بھی ہوتی ہے.....
قرآن کریم میں اس کتابت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
جزاکم اللہ خیرا



محمد ہنونان 2013

الجواب لخواجہ مولانا محمد امجد علی صاحب

ابتداء میں جب قرآن مجید نازل ہوا تو چونکہ اس کے اولین مخاطب اہل
عرب تھے اس لیے ان کو قرآن پڑھنے کے لیے علامات وغیرہ کی ضرورت
نہیں تھی۔ اسی طرح قرآن اور غیر قرآن میں اختلاط کا اندیشہ بھی تھا لہذا
قرآن میں کسی بھی قسم کی علامات لگانا ممنوع تھا جیسا کہ تفسیر سے
ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے "جردوا القرآن" قرآن کو (زائد چیزوں سے)
خالی رکھو۔

اور بعد میں چونکہ ایسے عجمی لوگ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے جو عربی زبان
نکھنٹا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور قرآن اور غیر قرآن میں التباس کا خطرہ
بھی نہ رہا لہذا علماء کرام نے آسانی کی غرض سے قرآن میں رکوع، اوقاف
وغیرہ کی علامات لگا دیں اور اس کو فقہاء کرام رحمہم اللہ نے مستحب
قرار دیا ہے۔

اسی طرح تجویدی قرآن مجید میں مد، غنہ وغیرہ کی علامات بھی اسی لیے
لگائی جاتی ہیں تاکہ لوگوں کیلئے تجوید کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا
آسان ہو جائے لہذا یہ بھی مستحب ہے۔

رحمانیہ

711/2

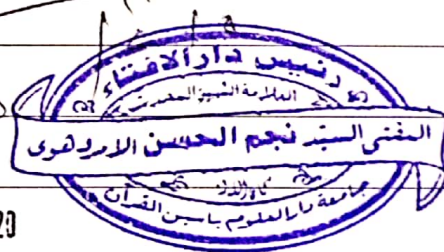
مافی الجوهرة النيرة

قوله (والنقط) انما كان النقط مكروها فيما تقدم لانهم
كانوا عربا مبرحا لا يعترهم اللحن والتصنيف اما الان
فقد اختلطت العجم بالعرب فالنقط والشكل مستحب
لان ترك ذلك اخلال بالحفظ۔

وفي الرد المختار ٣٨٦/٤ سعيد
(و) اجابنا (تحلية المطرحة) ... (و لتشيده ونقطه)
أى اظهانا باعرابه وبه يحصل الرفق جدا خصوصا للحجيم
فليستحسن وعلى هذا لا بأس بكتابه أسألني السور
وعد الأى وعلامات الوقف ونحوها فهي بدعت حسنة.

وفي رد المختار
(قوله وعلى هذا) أى على إعتبار حصول الرفق
(قوله ونحوها) كما لسجدة وما عونا التجويد -
والله تعالى أعلم

كتبه
سيد الله خالد شافقوى
دار الافتاء دار العلوم ياسين القرآن



01 JAN 2023